صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معاشی سرگرمیاں

عبید اللہ خان*

حیات محمد**

ABSTRACT:

Companions of Prophet Mohammad (peace be upon him) devoted their life to the cause and preching of Islam, on the other hand they werealsowell acquainted with the significance of economical stability. So, they as well paid attention to improve their economical and financial state of affairs. The present article consists on details regarding economical conditions, occupations and trading details of companions of Prophet Mohammad (peace be upon him).

The Present study shows that majority of the companions of Prophet Mohammad (Peace be upon him) were traders, the four Caliphs were also attached to the occupation of trade, details in this regard reveals that native of Mecca were Madina were attached with the profession of cultivation and agriculture. The present article also discusses trading details and different professions of the companions of Prophet Mohammad (Peace be upon him) which the adopted.

Keywords: Inheritance, Estoeric, Impediments, Companions of Prophet Mohammad (peace be upon him), Sihabah, Economical Conditions, Four Caliphs.

اسلام میں جس طرح عبادات وفرائض پر زور دیا گیا ہے اسی طرح اسلام نے کسبِ حلال اور طلب معاش کو بھی اہمیت دی ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تلاش کرو[سورۃ جمعہ: ۱۰] جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: حلال کمائی کو طلب کرنا فریضۂ عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنے رزق کی جدوجہد کے بغیر نیند کا نام نہ لو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ جائز اسباب معیشت میں کسی سبب اور وسیلہ کو ضرور اختیار کریں جس سے وہ رزق کو حاصل کر سکے۔ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص طلبِ رزق کی جدوجہد میں پست ہو کر نہ بیٹھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جس شخص کو بظاہر خوشحال دیکھتے تو دریافت فرماتے کہ وہ کوئی کمائی کا کام بھی کرتا ہے جب جواب نفی میں ملتا تو وہ شخص آپ کی نگاہوں میں بے وقعت

* اسسٹنٹ پروفیسر وچیئرمین شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی برقی پتا: hayatsumama@gmail.com

** ریسرچ اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی
تاریخ موصولہ: ۲۱/۲/۲۰۱۷ء

ہوجاتا۔اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی کا کمتر پیشہ اختیار کرلینا لوگوں سے سوال سے بہتر ہے۔(۱)

مذکورہ تفصیل سے معاش کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیاں صرف اور صرف اللہ کے دین کے لئے وقف کردی تھی معاش سے ان کا کوئی سروکار نہیں تھا، حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے، بلاشبہ صحابہ کرام نے اپنی زندگیاں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کردی تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ معاش کی سرگرمیاں بھی سرانجام دیتے تھے بلکہ خرید وفروخت کے احکامات سیکھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ایسے لوگوں کو بازار میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمادیا تھا جو خرید وفروخت کے احکامات نہیں جانتے تھے۔مکہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ تر تجارت سے وابستہ تھے اور مدینہ سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ تر زراعت سے وابستہ تھے۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ دین صرف عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ دین عبادات اور معاملات مجموعہ کا نام ہے، اگر ایک شخص صحیح نیت کے ساتھ تجارت وغیرہ کرتا ہے تو اللہ اس پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں، لہٰذا معاشی سرگرمیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق سرانجام دینا یہ بھی دین پر عمل کرنا جس طرح عبادات ادا کرنے کی وجہ سے ایک مسلمان دین پر عمل کرتا ہے۔سو اس آرٹیکل میں بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف پیشوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وابستہ تھے، بعض ایسے پیشے بھی ذکر کئے گئے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پیشے تو نہیں تھے لیکن موجودہ دور میں وہ پیشے کی صورت اختیار کرچکے ہیں۔ایک مقصد اس آرٹیکل کا یہ بھی ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ معاشی سرگرمیاں بھی انجام دیتے تھے اور معاشی سرگرمیوں کو دین کا ایک شعبہ سمجھتے تھے۔

(۱)ابوبکر، الصدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کے سب سے بڑے تاجر تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اچھے اخلاق والے معروف ومشہور تاجر تھے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے انتقال سے ایک سال پہلے حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) مال تجارت لے کر بصریٰ گئے تھے اور اس سفر میں ان کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ (رضی اللہ عنہما) بھی تھے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو صبح کو وہ بازار کی طرف جارہے تھے اور ان کی گردن پر کپڑے تھے، جن کے ذریعے وہ تجارت کرتے تھے (راستے میں ان سے) حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ملے، ان دونوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بازار کا، تو ان دونوں نے کہا کہ آپ کس طرح تجارت کرسکتے ہیں، حالانکہ آپ کو

مسلمانوں کے امور کا والی اور متصرف بنایا گیا ہے۔(یعنی آپ رضی اللہ عنہ پر مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے،اس کام کے ساتھ ساتھ آپ تجارت کیسے کرسکتے ہیں) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: آپ ہمارے ساتھ چلیں تا کہ ہم آپ کے لیے (بیت المال) سے کچھ مقرر کردیں،سو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرت کے ساتھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کیلئے یومیہ آدھا (نصف) بکرا مقرر کیا (کہ ہر دن ان کو آدھا بکرا دیا جائے گا) اور پہننے کے لیے دو چادریں مقرر کیں۔اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بیت المال سے کچھ مقرر کردو تا کہ وہ تجارت کرنے سے مستثنا ہو جائے (یعنی بیت المال سے ان کو اتنا کھانے پینے اور پہننے کو ملے جس کی وجہ سے انہیں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کھانے پینے اور پہننے کی فکر کرنے سے ضرورت نہ رہے)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کا نفقہ مقرر اتنا کیا گیا جتنا خلیفہ بننے سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے،ان تمام مذکورہ باتوں پر روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کیلئے سالانہ چھ ہزار دراہم مقرر کیے گئے۔(۱)

(۲)عمر،ابو حفص رضی اللہ عنہ:

عبید بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ: حضرت ابو موسی اشعری (رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے داخل ہونے کی اجازت چاہی،انہیں اجازت نہیں دی گئی،شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسلمانوں کے امور و کاموں میں سے کسی کام میں) مشغول تھے،حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے،جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ: میں نے عبد اللہ بن قیس (یعنی ابو موسی اشعری) کی آواز سنی تھی؟ انہیں (اندر) آنے کی اجازت دو،تو ان سے کہا گیا کہ: وہ تو واپس چلے گئے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا تو حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا (یعنی اگر اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے تو واپس چلے جاؤ)،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تم اس حدیث پر گواہ پیش کرو،حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے گواہی دینے کو کہا کہ: اس کی گواہی تو جو ہم میں سے سب سے چھوٹا ہے یعنی ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) بھی دے سکتا ہے،چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر گئے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس وجہ سے مخفی رہا کہ مجھ کو بازاروں میں خرید و فروخت (یعنی تجارت کے لیے نکلنے) نے اس حدیث سے غافل کر دیا۔(۲)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی راہ میں جہاد کے علاوہ جو جگہ

مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے کہ وہاں مجھے موت آئے کہ میں اپنے کجاوہ کے درمیان (بیٹھا ہوا) ہوں اور اللّٰہ کا فضل (روزی) طلب کر رہا ہوں، یعنی ایسی حالت میں مجھے موت آجانا جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ تمام حالتوں سے بہتر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ[المزمل: ۲۰](۳)

(۳) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجارت کرنا مشہور ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھجور کی تجارت بھی کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں تاجر رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مضاربت کے طور پر بھی اپنا مال دیا کرتے تھی، یعنی مال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہوتا تھا اور عملِ تجارت کسی دوسرے آدمی کا ہوتا تھا۔(۴)

(۴) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ جسے عصیفیر کہا جاتا تھا، بیس اونٹوں کے عوض مقررہ مدت پر ادائیگی کے وعدہ پر فروخت کیا۔(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مالِ غنیمت میں سے مجھ کو ایک اونٹ ملا تھا اور جناب نبیٔ کریم ﷺ نے ایک اونٹ مجھ کو خمس میں سے دیا تھا، جب میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت رسول اللہ ﷺ کو رخصت کر کے لانے کا ارادہ کیا تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے تا کہ ہم لوگ اذخر لے آئیں، میرا ارادہ تھا کہ میں اس اذخر کو سناروں کے ہاں بیچ کر اپنی شادی کے ولیمہ میں اس سے (یعنی اذخر بیچنے کے بعد اس سے حاصل ہونے والی رقم سے) مدد لوں۔(۶)

تجارت کرنے والے:

سعید بن مسیب علیہ رحمہ بیان کرتے ہیں کہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ: مہاجرین وانصار کو کیا ہو گیا کہ وہ اس کی طرح احادیث روایت نہیں کرتے، میں ابھی تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میرے انصاری بھائیوں کو ان کے زمینوں کے کام نے مشغول کر رکھا تھا اور میرے مہاجرین بھائیوں کو ان کے بازاروں میں تجارت نے مشغول ﷺ کر رکھا تھا اور میں نے اپنے آپ کو پیٹ بھرنے کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لازم کر لیا تھا۔۔۔(۷)

زبیر بن عوام، قرشی، اسدی، ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تاجر تھے اور تجارت میں ان کی قسمت اچھی تھی، یعنی انہوں نے تجارت کے ذریعے بہت کمایا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گوشت فروشی کا کام بھی کرتے تھے۔ایک دن حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا

آپ نے تجارت کے ذریعے اتنا بہت مال کیسے کمایا؟ تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: میں نے عیب دار چیز نہیں خریدی اور نہ ہی میں نے نفع کا ارادہ کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ برکت عطا فرماتے ہیں جس کے لیے چاہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو (راستے میں) آپ ﷺ کی ملاقات مسلمانوں کے (تجارتی) قافلہ میں حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی جو کہ تاجر تھے اور شام (میں تجارت کر کے واپس) لوٹ رہے تھے اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہننے کے لیے دیے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ٹیکس ادا کرتے تھے، لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک درہم بھی اپنے گھر میں داخل نہیں کرتے تھے، یعنی ان تمام دراہم کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتے تھے۔(۸)

ابو ہریرۃ، عبدالرحمٰن بن صخر، دوسی رضی اللہ عنہ

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اپنی خلافت کے زمانے میں) جن لوگوں کو عامل بناتے تھے (ان کے ساتھ اس مال میں شریک یعنی حصہ دار ہوتے جو مال ان کے حاکم بنائے جانے کے بعد ظاہر ہوتا اور اس مال کا ان عمال کا ہونا معروف نہ ہوتا) ان ان عمّال سے ایسا مال آدھا لے لیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابر ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (ان کو عامل بنانے کے بعد) ایسا آدھا مال لیا اور ان سے پوچھا کہ: آپ کے پاس یہ مال کہا ں سے آیا؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ: چوپاؤں کے بچے جننے اور تجارتی لین دین کے ذریعے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تب آدھا ہے۔(۹)

منقذ بن عمرو، مازنہ، انصاری، مدنی رضی اللہ عنہ

حضرت منقذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا سر زخمی ہونے کی وجہ سے اس کی زبان کی روانہ ختم ہوگئی تھی (یعنی وہ ہکلا کر یا تتلا کر بولتے تھے) اور ان کی عقل میں تبدیلی آئی تھی (یعنی بالکل صحیح طور پر کام نہیں کرتا تھا) لیکن حضرت منقذ رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے اور تجارت سے کنارہ کش نہیں ہوتے تھے، تجارت میں انہوں نے ہمیشہ نقصان ہوتا، تو انہیں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم جب کوئی چیز بیچو تو کہو کہ: لا خـــلابة (یعنی کوئی دھوکہ نہیں) اور تم جو بھی چیز خریدو تو تمہیں کو تین دن تک اختیار ہوگا (یعنی تین دن کے اندر اگر تم سودا ختم کرنا چاہو تو سودا ختم کر سکتے ہو)۔(۱۰)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب مسلمانوں کو تعداد زیادہ ہوگئی تو حضرت منقذ رضی اللہ عنہ کوئی چیز خریدتے اور اس میں ان کو دھوکہ ہو جاتا تو وہ بائع (بیچنے والے) کے پاس پہنچ جاتا اور اس مبیع (خریدی ہوئی چیز) کو واپس بائع (بیچنے والے) کو لوٹا دیتا، تو بائع وغیرہ ان کو ملامت کرتے تو جواب میں حضرت منقذ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین دن کا اختیار دیا کہ (اگر میں تین دن میں معاملہ (سودا) ختم کرنا چاہوں تو ختم کر سکتا ہوں) یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) ایک صحابی رسول اللہ (ﷺ) ان کے پاس سے گزرے (انہوں نے حضرت منقذ رضی

اللہ عنہ کی بات سنی تو) فرمایا کہ حضرت منقذ رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔(۱۱)

نوٹ: بعض کہتے ہیں کہ مذکوری واقعہ حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کا ہے یعنی حضرت منقذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا ہے، نہ کہ خود منقذ رضی اللہ عنہ کا ہے۔(۱۲) عبید اللہ بن سلمان سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے ان سے بیان کیا کہ: جب ہم نے خیبر فتح کیا تو لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اپنی اپنی غنیمتوں (یعنی مال غنیمت کو جوان کو یہودیوں پر غلبہ کی صورت میں ملا تھا اور آپ ﷺ نے ان میں تقسیم فرمایا تھا) کو نکالا (جس میں) سامان بھی تھا اور قیدی بھی تھے، پس صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اپنی اپنی غنیمتوں کو خرید و فروخت کرنے لگے، پس ایک آدمی (صحابی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) آج میں نے اتنا نفع حاصل کیا ہے کہ اس جیسا نفع آج تک اس بستی کے لوگوں میں سے کسی نے حاصل نہ کیا ہوگا، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا، اوہ! تم نے کتنا نفع حاصل کیا؟ اس آدمی نے کہا کہ میں مسلسل بیچتا اور خریدتا رہا یہاں تک کہ میں نے تین سو اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) نفع کمایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آپ کو (وہ) آدمی بتاؤں جس نے (تم سے) بہتر نفع کمایا؟ اس آدمی نے پوچھا: وہ کون سا نفع ہے؟ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: وہ (نفل) رکعتیں پڑھنا فرض نماز کے بعد۔(۱۳)

کپڑا بیچنے والے:

عبد الرحمٰن بن عوف، قرشی، ابو محمد رضی اللہ عنہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت میں قسمت اچھی تھی، تجارت میں انہوں نے بہت مال کمایا، انہوں نے انتقال کے وقت ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں اور سو گھوڑے چھوڑے۔

طلحہ بن عبید اللہ، قرشی تیمی، ابو محمد رضی اللہ عنہ: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تجارت کے سلسلے میں شام گئے ہوئے تھے، اسی بنا پر وہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یومیہ آمدنی ایک ہزار وافیہ تھی۔(۱۴)

اونٹ بیچنے والے:

عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، قرشی، عدوی، ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بقیع غرقد میں جو مدینہ منورہ سے قریب واقع ہے، جہاں بازار لگا کرتا تھا، وہاں اونٹوں کی تجارت کیا کرتے تھے، چنانچہ سنن ابی داود میں حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ: میں بقیع (یعنی بقیع غرقد جو کہ مدینہ منورہ سے قریب ایک جگہ کا نام ہے) اونٹ بیچا کرتا تھا، پس میں اونٹ کو دنانیر کے عوض بیچتا تھا اور (ان) دنانیر کی جگہ میں (مشتری) سے دراہم لیتا اور (جب اونٹ کو) دراہم کے عوض بیچتا تو ان دراہم کی جگہ میں (مشتری) سے دنانیر لیتا (یعنی دنانیر کی جگہ دراہم لیتا اور

دراہم کی جگہ دنانیر دیتا، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (اس وقت) آپ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ٹھہریے، میں آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں، تو میں اونٹ دنانیر کے عوض فروخت کرتا ہوں، کیا یہ ٹھیک ہے؟ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اسی دن کے نرخ (بھاؤ) کے بدلے ہو تو کوئی حرج نہیں، (لیکن) جب تک تمہارے ساتھی کے درمیان بیع (سودے) کا معاملہ باقی ہو یعنی سودا مکمل نہ ہوا ہو، اور تم اپنے ساتھی سے جدا نہ ہوئے ہو۔(۱۵)

کھانا بیچنے والا: حضرت حاطب بن ابی بلتعة لخمی، ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ تاجر تھے، کھانا وغیرہ بیچا کرتے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے چار ہزار دراہم اور گھر وغیرہ چھوڑا۔(۱۶) سونا چاندی کا لین دین کرنے والے: ابو منال سے روایت ہے کہ: میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم (رضی اللہ عنہما) سے سونے چاندی کی خرید وفروخت کے بارے میں پوچھا: تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سونا و چاندی کی خرید وفروخت کرتے تھے، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سونے و چاندی کی خرید وفروخت کے بارے میں پوچھا: تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: اگر (سونا و چاندی کا یہ) خرید وفروخت نقد ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں، یعنی جائز نہیں۔(۱۷) تیر فروخت کرنے والا: حضرت سعد بن ابی وقاص، قرشی، زہری، ابو اسحاق رضی اللہ عنہ تیر تراشا کرتے تھے، یعنی تیر بنانے کا کام کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص، قرشی، سہمی، ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ گوشت فروشی کا کام کیا کرتے تھے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ گوشت فروشی کا کام بھی کرتے تھے۔(۱۸)

مضاربت کرنے والے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مضاربت کرنا: عبدالرحمٰن بن یعقوب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس (یعقوب) کو مضاربت کے طور پر مال دیا کہ وہ اس مال سے تجارت (کاروبار) کریں اور نفع دونوں کا آدھا آدھا ہوگا۔(۱۹)

زید بن اسلم اپنے والد (اسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ اور عبیداللہ (رضی اللہ عنہما) حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے (ایک) لشکر میں (جہاد کے لئے) عراق کی طرف نکلے، پس جب وہ دونوں (غزوہ سے واپس) لوٹے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) کے ہاں گئے جو کہ بصرہ کے امر (حاکم) تھے، انہوں نے ان دونوں کو خوش آمدید کہا، پھر ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: اگر میں کسی ایسی چیز پر قادر ہوتا جس کے ذریعے تم دونوں کو فائدہ پہنچا تا تو میں (ایسا) کرتا (یعنی تم دونوں کو فائدہ پہنچاتا) پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: میرے پاس مال ہے، اللہ کے مال (بیت المال) میں سے، جسے میں امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں، وہ مال میں تم دونوں بطور مضاربت دے دیتا ہوں، جس کے ذریعے تم دونوں عراق میں سامان خرید

لو (تجارت کے لیے) پھر تم دونوں اس سامان کو مدینہ میں فروخت کر دینا، اصل مال (یعنی جتنا مال میں نے تم دونوں کو دیا ہے جو کہ بیت المال کا ہے) امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو دے دینا اور (تجارت کے ذریعے جو نفع ہوا ہے) وہ تم دونوں کا ہو جائے گا، تو حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: آپ (ابو موسیٰ اشعری) کا ایسا کرنا ہمیں پسند ہے، حضرت موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے ایسا ہی کیا (کہ ان دونوں کو بیت المال کا مال دیا جس سے ان دونوں نے عراق میں سامان خریدا) اور ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو لکھا کہ ان دونوں سے مال کی وہ مقدار لے لیں جو انہوں (ابو موسیٰ) نے ان دونوں کو دی تھیں، جب وہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے وہ سامان بیچا (جو ان دونوں نے عراق میں خریدا تھا) ان دونوں کو نفع ہوا اور جب اصل مال (منافع کے علاوہ) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو ادا کیا تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان سے پوچھا کہ: کیا (ابو موسیٰ اشعری نے) لشکر کے ہر آدمی کو اتنا مال بطور مضاربت دیا تھا جتنا تم دونوں کو دیا؟ ان دونوں (عبداللہ، عبیداللہ) نے کہا کہ نہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: تم دونوں امیر المومنین (یعنی عمر) کے بیٹے ہو (اس وجہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے تم دونوں کو (بیت المال کے) مال (میں سے) دیا، اصل مال اور نفع دونوں ادا (بیت المال میں جمع) کر دو، حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) تو خاموش رہے، لیکن عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے امیر امومنین! آپ کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں، اگر اصل مال میں نقصان ہو جاتا (یعنی نفع کے بجائے نقصان ہوتا) یا پورا کا پورا مال ہلاک ہو جاتا تو ہم (اس) مال کا ضمان ادا کرتے، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے دوسری مرتبہ کہا کہ: (اس اصل مال کو بمع نفع) تم دونوں ادا (بیت المال میں جمع) کر دو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش رہے، لیکن حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ (دوسری مرتبہ) جواب دیا، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے ہم نشینوں (مصاحبوں) میں سے ایک آدمی (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: اے امیر المومنین! اگر آپ اس کو مضاربت کر دیں، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ: میں نے اس کو مضاربت کر دیا، تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اصل مال اور آدھا منافع لیا اور حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) نے آدھا منافع لیا۔(۲۰)

اپنا اور دوسروں کا مال شراکت پر لے کر تجارت کرنے والا: حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے، اپنا مال اور دوسرے لوگوں کا مال (شراکت) پر لے کر تجارت کیا کرتے تھے۔(۲۱)

قرظ بیچنے والا: حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ قرظ (ایک درخت کا نام ہے جس کے ذریعہ کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے) کی تجارت کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے ان کو سعد القرظ کہا جاتا تھا۔ حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی تجارت کرتے تو اس میں نقصان اُٹھاتے، لیکن جب انہوں نے قرظ کی تجارت شروع کی تو اس میں ان کو نفع ہوا، تو انہوں نے اسی تجارت کو اپنایا۔(۲۲)

اونٹ کو کرایہ پر دینے والا: ایک صاحب ابو امامہ التیمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ: (ہمارا پیشہ پہلے سے یہ ہے کہ) ہم اونٹ کرایہ پر چلاتے ہیں (کچھ لوگ ہمارے اونٹ حج کے لیے کرایہ پر لے جاتے ہیں، ہم ان کے ساتھ جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں) کیا ہمارا حج ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: کیا تم بیت اللہ کا طواف اور وقوف عرفہ اور رمی جمار اور اپنے سروں کا حلق نہیں کرتے؟ ابو امامہ التیمی کہتے ہیں کہ: ہم نے کہا: کیوں نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپ ﷺ سے وہی سوال کیا تھا جو تم مجھ سے کر رہے ہو، آنحضرت ﷺ نے اس کو اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: لیس علیکم جناح آن تبتغوا فضلا من ربکم [البقرۃ:198] ترجمہ: (اور اگر حج میں کچھ اسباب تجارت ہمراہ لے جانا مصلحت سمجھو تو) تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو (تمہاری قسمت میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے (لکھی) ہے.....تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو بلوایا اور فرمایا: ہاں تمہارا حج صحیح ہے۔ (۲۳)

دراہم و دنانیر کو تولنے والے:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بازار گیا، سو رسول اللہ ﷺ پارچہ فروشوں (کپڑے کی تجارت کرنے والے) کے پاس بیٹھ گئے اور چار درہم کے عوض ایک پاجامہ خریدا اور بازار والوں کے لیے وزان (دراہم و نانیر تولنے والا) تھا، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ (ان چار دراہم کو) وزن کر اور ترازو کے پلڑے کو جھکاؤ، یعنی دراہم والے پلڑے میں اتنا (دراہم) ڈالو کہ وہ (دوسرے پلڑے کے مقابلے میں ذرا) جھک جائے۔ (۲۴)

(۲) حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اور مخرفہ عبدی (رضی اللہ عنہ) نے ہجر (بحرین میں ایک جگہ کا نام ہے) سے ایک کپڑا خریدا، ہم اس کپڑے کو مکہ (مکرمہ) لائے، سو آپ ﷺ ہمارے پاس پیدل چلتے ہوئے آئے، آپ ﷺ نے ہم سے ایک پاجامہ (شلوار) کا سودا کیا، تو ہم نے اس پاجامہ کو (آپ ﷺ) پر فروخت کر دیا اور وہاں (اس جگہ) پر ایک شخص تھا جو مزدوری کے عوض (دراہم و دنانیر) تولا کرتا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ (اس پاجامہ کی ثمن یعنی قیمت کو) تولو اور (ترازو کے پلڑے کو) جھکا۔ (۲۵)

حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، قرشی، ہاشمی، ابو حارث رضی اللہ عنہ نیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ (۲۶)

حضرت عبداللہ بن سعید بن عاص، ابو خالد رضی اللہ عنہ کو جناب نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ مدینہ میں لوگوں کو کتابت سکھائے۔ (۲۷)

اذان دینے والے:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اذان دیا کرتے تھے جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو شام چلے گئی، وہیں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ بعض کے نزدیک ان کا نام عبداللہ تھا، حضرت خدیجہؓ کے ماموں کے بیٹے تھے۔ حضرت ابن ام مکتومؓ موذن رسول (ﷺ) تھے، مسجد نبوی میں اذان دیا کرتے تھے۔ بعض کے نزدیک حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ کا نام اوس بن معیر تھا۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ میں موذن مقرر فرمایا تھا۔

جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو مسجد قباء میں مؤذن مقرر فرمایا تھا، جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینا چھوڑ دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مسجد قباء سے مسجد نبوی میں اذان دینے کے لیے لے آئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک مسجد میں اذان دیتے رہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام چلے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مسجد نبوی میں اذان دینے کے لیے بلایا۔(۲۸)

قاضی:

ذیل میں بعض ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ذکر کیے جاتے ہیں جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کا کام سرانجام دیتے تھے۔

(۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔(۲۹)

(۲) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا۔

(۳) حضرت معاذ بن رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے الجند (جو کہ یمن میں واقع ہے) کی طرف قاضی بنا کر بھیجا۔(۳۰)

تلوار کو تیز کرنے والا: حضرت مرزوق الصیقل رضی اللہ عنہ انصار کے آزاد کردہ غلام تھے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی تلوار (جس کا نام ذوالفقار تھا) کو تیز کیا تھا اور فرمایا کہ اس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔(۳۱)

پہرہ دینے والے:

ذیل میں بعض ان صحابہ کرام کے نام ذکر کیے جاتے ہیں جنہوں نے حفاظت کی غرض سے نبی کریم ﷺ کا پہرہ دیا۔

مکہ مکرمہ میں جب آپ ﷺ حجر اسود کے پاس نماز پڑھتے تو حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے سر مبارک کے پاس تلوار لے کر پہرہ دیتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز مکمل فرما لیتے۔(۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح آدمی آج کی رات پہرہ دے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون''۔ اس آدمی نے کہا کہ میں سعد بن ابی وقاص ہوں، آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں، تو آپ ﷺ سو گئے۔(۳۳) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے موقع پر جب آپ ﷺ نے اپنی رہائش کے لیے جو جھونپڑا بنایا تھا اس کے باہر پہرہ دیا جبکہ انصار کے

دوسرے لوگ بھی پہرہ دے رہے تھے۔خیبر کے معرکے کے بعد جب نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔خیبر کے مقام پر یا راستے میں کسی جگہ جب آپ ﷺ اس خیمہ میں تشریف لائے جس میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھی تو اس خیمہ کے باہر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رات بھر پہرہ دیا۔غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر آپ ﷺ کے لیے پہرے کے فرائض سرانجام دیے۔(۳۴)

نوٹ: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت (واللہ یعصمک من الناس) نازل فرمائی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہرہ دینے سے منع فرمایا۔(۳۵)

اونٹوں اور بکریوں کو چرانے والے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کے اونٹ وغیرہ چرایا کرتے تھے۔جناب رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو چرانے میں صحابہ کرام کی باریاں مقرر تھیں، جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی تو وہ آپ ﷺ کے اونٹ چرایا کرتے تھے۔(۳۶) جناب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر وہاں کے بعض قلعوں کا محاصرہ کررکھا تھا تو اس موقع پر حضرت اسلم حبشی رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ایک یہودی کی بکریاں تھیں جنہیں وہ چرایا کرتے تھے اور وہ اس یہودی کے پاس مزدور (اجیر) تھے، حضرت اسلم حبشی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ پر اسلام کو پیش فرمائیں یعنی اس کے بارے میں بتائیے تو آپ ﷺ نے ان کو اسلام کے بارے میں بتایا (جنہیں سن کر) وہ مسلمان ہوگیا۔(۳۷) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ترجمان تھے، یعنی مختلف بادشاہوں کو خطوط لکھتے تھے اور ان بادشاہوں کی طرف سے بھیجے گئے خطوط کے جوابات لکھتے تھے۔جناب نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سترہ دنوں میں سریانی زبان سیکھی چونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس یہودیوں کے خطوط آتے تھے جو کہ سریانی زبان میں ہوتے تھے اس وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا حضرت زید بن ثابتؓ کو فارسی، رومی، قبطی اور حبشی زبانیں آتی تھیں جو انہوں نے مدینہ منورہ میں اہل لسان سے سیکھی تھیں۔(۳۸)

عامل زکوۃ:

جناب نبی کریم ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔(۳۹) جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو بنوزبیدہ کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔(۴۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ہر تیس گائے پر ایک تبیع یا تبیعہ

(گائے کا وہ بچہ جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو) اور ہر چالیس گائے پر ایک مسنہ (گائے کا وہ بچہ جس کے دو سال مکمل ہو چکے ہوں)(۴۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لیے بھیجا۔(۴۲) جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ طیی اور بنو اسک کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔(۴۳)

معالج، حکیم، ڈاکٹر:

حارث بن کلدۃ رضی اللہ عنہ بہت ماہر طبیب تھے اور انہیں طبیب العرب کہا جاتا تھا، انہوں نے علم طب یمن اور فارس میں سیکھا تھا۔(۴۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے میری عیادت فرمائی اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، یہاں تک کہ میں نے اس (ہاتھ) کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے دل میں بیماری ہے'' (یعنی تمہاری بیماری کا تعلق تمہارے دل سے ہے) تم حارث بن کلدۃ کے پاس جاؤ جو طب کو جانتا ہے۔''(۴۵) ابن قتیبہ نے ''المعارف'' میں لکھا ہے کہ حارث بن کلدۃ نے اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا تھا۔(۴۶) رفاعۃ بن یثربی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں طبیب و جراح (سرجن) تھے۔(۴۷) حضرت ضماد رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں آپ علیہ السلام کے دوست تھے' طبیب تھے' جھاڑ پھونک بھی کیا کرتے تھے۔(۴۸)

دم یا جھاڑ پھونک کرنے والے:

(ا) ابوسعید، سعید بن مالک بن سنان، انصاری، الخذری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے چند لوگ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس آئے، اس قبیلہ کے لوگوں نے ان کی ضیافت نہیں کی، وہ لوگ ابھی وہیں تھے کہ اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، انہوں نے (اصحاب نبی کریم ﷺ) سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے، تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم نے ہماری ضیافت نہیں کی اس لیے ہم کچھ نہیں کریں گے جب تک تم لوگ ہمارے لیے کوئی چیز متعین نہ کرو، سوانہوں نے چند بکریوں کا دینا قبول کیا، تو ایک آدمی نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کی اور تھوک جمع کر کے اس پر ڈالا تو وہ آدمی (سردار) تندرست ہوگیا، وہ آدمی بکریاں لے کر آئے تو (ان کے ساتھیوں نے) کہا کہ ہم یہ نہیں لئے لیتے جب تک نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ نہ لیں چنانچہ ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے، تم اس کو لے لو اور ایک حصہ میرے لیے بھی مقرر کر دینا۔(۴۹)

ابن حجر علیہ رحمۃ نے ''فتح الباری'' میں اس حدیث کی شرح میں کہا ہے کہ 'فلدغ سید الحی فرقاہ ابو سعید

بـفـاتـحه الكتاب ''کہ قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نی سورہ فاتحہ کے ذریعے اس کو دم کیا۔(۵۰)

(۲) علاقة بن صحار، التميمي، السليطي رضی اللہ عنہ

حضرت خارجة بن صلت اپنے چچا (علاقہ بن صحار رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی علاقة رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے پھر آپ ﷺ کے پاس سے لوٹے، تو وہ ایک ایسی قوم پر گزرے کہ جن کے پاس ایک پاگل آدمی زنجیروں سے باندھا گیا تھا، اس پاگل آدمی کے اہل و عیال نے ان سے کہا: ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) ایک خیر (دین) لے کر آئے ہیں، کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کے ذریعے آپ اس کا علاج کریں؟ (حضرت علاقة بن صحار فرماتے ہیں کہ) میں نے اس پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ صحیح ہو گیا، تو انہوں نے مجھے ایک سو بکریاں دیں، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انہیں سارا (واقعہ) بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا؟

مسدد (راوی کا نام ہے) نے دوسری جگہ پر کہا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا) کیا آپ نے اس کے علاوہ کچھ پڑھا تھا؟ میں (علاقہ) نے عرض کیا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے (بکریاں) لے لو، قسم ہے میری عمر کی کہ! لوگ باطل طریقہ سے دم درود کر کے کھاتے ہیں، تم حق (جائز) طریقے سے دم کر کے کھایا کرو۔(۵۱)

پچھنے لگانے والے:

(۱) نافع، ابو طیبہ، الحجام رضی اللہ عنہ

حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ کو پچھنے لگائے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو دو صاع غلہ دیا۔(۵۲)

(۲) سالم الحجام رضی اللہ عنہ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ کو پچھنے لگائے اور پچھنے کے ذریعے جو خون حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے نکالا تھا وہ پی گئے، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ ہر قسم کا خون حرام ہے۔(۵۳)

(۳) ابو ہند الحجام رضی اللہ عنہ

نام: بعض کے نزدیک ان کا نام یسار تھا، بعض کے نزدیک ان کا نام عبد اللہ تھا، بعض کے نزدیک ان کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سنان ان کے والد کا نام تھا۔ ابو ہند یسار رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ کو پچھنے لگائے تھے۔(۵۴)

گورکن:

(۱) ابو عبیدۃ، عامر بن عبد اللہ بن الجراح، قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ شق قبر (صندوقی قبر، جس طرح ہمارے ہاں کراچی میں قبر بنائی جاتی ہے کہ زمین میں

کھدائی کرنے کے بعد اس میں میت کو رکھا جائے) بنایا کرتے تھے۔

(۲) ابوطلحہ، انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لحد قبر بنایا کرتے تھے۔لحد سے مراد وہ قبر کہ زمین میں کھدائی کرنے کے بعد قبلہ کی جانب اتنا مزید کھودنا کہ اس میں آرام سے آسکے جو کہ "L" کی طرح ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جناب نبی کریم ﷺ کے لیے قبر مبارک کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شق (صندوقی) قبر کھودتے تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کے لیے لحد (بغلی) قبر کھودتے تھے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا، ایک کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور دوسرے کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اپنے پیغمبر کے لیے جو بہتر ہو اسی کو پسند فرما چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے والے آدمی کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مل گئے اور وہ ان کو لے کر آ گیا، اس طرح نبی علیہ السلام کے لیے بغلی قبر تیار کی گئی۔اہل مکہ صندوقی قبریں بناتے تھے اور اہل مدینہ بغلی قبریں بناتے تھے۔(۵۵)

مزدوری کرنے والے:

(۱) حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تھے، ہم میں سے کسی کے پاس کچھ موجود نہیں ہوتا تھا کہ جسے وہ صدقہ کریں، یہاں تک کہ وہ بازار جاتا اور اپنی پیٹھ پر بوجھ (وزن) اٹھاتا (یعنی محنت مزدوری کرتا اور کماتا) اور ایک مد کھانا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو دے دیتا۔(۵۶)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ بسرہ بنت غزوان کے مزدور تھے پھر بعد میں حضرت ابوہریرہؓ نے ان سے شادی کر لی۔(۵۷)

(۳) ابوعقیل، انصاری، صاحب الصاع رضی اللہ عنہ:

بعض کے نزدیک ان کا نام سہل بن رافع، بعض کے نزدیک عبدالرحمٰن بن بیجان، بعض کے نزدیک عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ثعلبۃ تھا۔(۵۸)

حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے دو صاع کھجوروں کے عوض اپنی پیٹھ پر پانی لاد کر (دوسری جگہ) منتقل کیا اور ایک صاع کھجوریں اپنے اہل وعیال کے لیے رکھی اور ایک صاع کھجوریں صدقہ کیں تو منافقین نے ان کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے کہ اللہ اس صاع سے بے نیاز ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لاَ يَجِدُوْنَ [التوبہ:۷۹](۵۹)

(۴) کعب بن عجرۃ، ابومحمد رضی اللہ عنہ:

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو متغیر دیکھا (یعنی بھوک کی وجہ سے کمزوری کے آثار نظر آ رہے تھے) میں (وہاں سے) گیا تو ایک یہودی کا اپنے اونٹ کو پانی پلانے کا ارادہ تھا، میں نے اس اونٹ کو ہر ڈول کے عوض ایک کھجور پر پانی پلایا اس طرح میں نے (چند) کھجوریں جمع کی جنہیں لے کر میں جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔(۶۰)

(۵) جہجاہ بن سعید، غفاری رضی اللہ عنہ:

حضرت جہجاہ رضی اللہ عنہ غزوہ مریسیع کے موقع پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اجیر (مزدور) تھے۔(۶۱)

سمندر میں شکار کرنے والے:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے اہل مقنا (مقنا جگہ کا نام ہے جو ایلۃ کے قریب واقع ہے) اور بنی جنبۃ جو کہ یہودی تھے اور مقنا نامی جگہ میں رہتے تھے۔ ایک خط لکھا جس میں یہ بھی تھا کہ تمہارے کھجور کے درخت جو کچھ نکالے (یعنی کھجوریں) اس میں سے ایک چوتھائی (ہم کو دینا) ضروری ہوگا اور اسی طرح تمہارے عروک (تختے) جو کچھ شکار کرے اس میں سے ایک چوتھائی دینا لازم ہوگا وار تمہاری عورتیں جو اون کاتیں اس میں سے ایک چوتھائی دینا لازم ہوگا......

العروک: اس تختے (لکڑی) کو بولتے ہیں جسے سمندر میں ڈال دیا جاتا اور اس پر سوار ہو کر جال کو سمندر میں پھینک دیا جاتا اور اس کے ذریعے مچھلیوں کا شکار کیا جاتا۔(۶۲)

چمڑا صاف کرنے والا: حضرت حارث بن صبیرۃ، سہمی، قرشی، ابو وداعۃ رضی اللہ عنہ دباغ (یعنی چمڑا صاف کیا کرتے تھے)۔(۶۳)

معمار:

(۱) جناب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد قباء اور مسجد نبوی (ﷺ) کی تعمیر فرمائی۔ مسجد قباء زمانہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد جناب نبی کریم ﷺ نے رکھی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان (زمین پر) بیٹھا کرتے تھے، سو ایک اجنبی آدمی آیا (چونکہ وہ اجنبی تھا) اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچان سکے کہ ان سے کچھ پوچھتے، ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے لیے ایسی (اونچی) جگہ بنائیں جب کوئی اجنبی آدمی ان کے پاس آئے تو وہ آپ کو پہچان سکے پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے گارے سے ایک اونچی جگہ بنائی جس پر آپ ﷺ بیٹھا کرتے تھے اور ہم آپ ﷺ کے آس پاس (نیچے زمین پر) بیٹھا کرتے تھے۔(۶۴)

(۳) حضرت طلق بن علی، حنفی، سحیمی، ابو علی رضی اللہ عنہ بھی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر میں شریک تھے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو مٹی کے گارا کے قریب کر دو کیونکہ وہ (گارا بنانے کو) زیادہ جانتا ہے۔(۶۵)

(۴) زمانہ اسلام کے سب سے پہلے معمار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ(۶۶)

لوہار:

(۱) ابوسیف، براء بن اوس، انصاری رضی اللہ عنہ:

براء بن اوس رضی اللہ عنہ ابراہیم بن محمد ﷺ کے رضاعی والد تھے۔حضرت ابوسیف رضی اللہ عنہ لوہار تھے۔(۶۷)

(۲) خباب بن الارت، ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں لوہار تھے،تلواریں بنایا کرتے تھے۔(۶۸)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا، میں اس کے پاس (اپنے قرض کا) تقاضا کرنے گیا تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ کا انکار نہ کرو (حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ میں (رسول اللہ ﷺ) کا انکار نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اللہ تجھے موت دے اور پھر تجھ کو اٹھائے، (عاص بن وائل) نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں مرجاؤں پھر اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد دی جائے تو تیرا قرض ادا کردوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالاً وَوَلَداً أَاطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَنِ عَهْداً

[مریم:۷۷تا۷۸] (۶۹)

برتنوں کو تراشنے والا:

ابورافع قبطی رضی اللہ عنہ: ان کا نام (۱) بعض کے نزدیک ان کا نام اسلم تھا (۲) بعض کے نزدیک ان کا نام ابرہیم تھا (۳) بعض کے نزدیک ان کا نام ہرمز تھا (۴) بعض کے نزدیک ان کا نام ثابت تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ برتنوں کو تراشا کرتے تھے۔(۷۰)

بڑھئی، کارپینٹر:

جناب نبی کریم ﷺ کا منبر کس نے بنایا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے: (۱) بعض کے نزدیک میمون النجار نے بنایا تھا (۲) بعض کے نزدیک ایک انصاری عورت کے غلام نے بنایا تھا جن کا نام ''مینا'' تھا (۳) بعض کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا منبر خاص بن امیہ کے آزاد کردہ غلام باقوم یا باقول نے بنایا تھا (۴) بعض کے نزدیک عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے غلام صباح نے بنایا تھا۔

جناب نبی کریم ﷺ نے اہل جنگ کے دوران ان پر منجنیق کے ذریعہ پتھر برسائے۔(۷۱) ظاہر ہے کہ منجنیق کو بنانے والے صحابہ کرام ہی ہوں گے۔

درزی:

(۱) حضرت عثمان بن طلحہ قریشی رضی اللہ عنہ جنہیں آپ ﷺ نے بیت اللہ کی چابی عنایت فرمائی تھی درزی کا کام کیا

کرتے تھے۔(۷۲)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپ (ﷺ) کے لیے تیار کیا تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس کھانے کی دعوت میں گیا، اس نے آپ کے سامنے روٹی، شوربا جس میں کدو تھا اور بھنا ہوا گوشت رکھا، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ پیالے کے چاروں طرف سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس دن سے برابر کدو کو پسند کرنے لگا۔(۷۳)

لکڑہارا:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص لکڑیاں جمع کر کے اپنی پیٹھ پر گٹھا لاد کر لائے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے اور جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس کو دے یا نہ دے۔(۷۴)

(۲) انصار میں سے ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فقر و فاقہ کی شکایت کی پھر یہ آدمی دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنے گھر والوں کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان کے پاس واپس گیا تو ان میں سے بعض سخت بھوک لگنے کی وجہ سے مر چکے ہوں گے۔آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا کہ گھر جاؤ، کیا تم اپنے گھر میں کوئی چیز پاتے ہو؟ وہ آدمی اپنے گھر گیا اور ایک ٹاٹ (زین یا کجاوہ کے نیچے بچھانے کا کپڑا) اور ایک پیالہ لے آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ ٹاٹ ہے کہ اس کے کچھ حصے کو زمین پر بچھا کر اس پر سوتے ہیں اور کچھ حصے کو اپنے اوپر ڈالتے ہیں اور یہ ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ان دونوں چیزوں کو مجھ سے ایک درہم میں خریدے گا؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ ﷺ نے فرمایا۔کون ایک درہم سے زیادہ دے گا؟ ایک دوسرے آدمی نے کہا کہ میں ان دونوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں۔آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اس آدمی کو دے دیں پھر اس انصاری آدمی کو بلا کر فرمایا کہ ایک درہم سے اپنے گھر والوں کے لیے کھانا خریدے اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید و پھر میرے پاس آؤ، تو اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وادی کی طرف جاؤ، کسی بھی کانٹے اور لکڑی کو ہرگز مت چھوڑنا (یعنی جو بھی لکڑی وغیرہ ملے اسے کلہاڑی سے کاٹنا اور پھر بازار میں جا کر بیچنا) اور میرے پاس دس دن بعد آنا، چنانچہ اس انصاری نے ایسا ہی کیا اور پھر دس دن بعد آیا تو کہا کہ آپ نے جس کام کا مجھے حکم دیا تھا اس میں برکت ڈالی گئی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت والے دن اس طرح آؤ کہ تمہارے چہرے پر مانگنے کا داغ ہو یا خراش ہو۔(۷۵)

کھجور فروش:

حضرت نبہان، التمار رضی اللہ عنہ مدینہ میں کھجوریں بیچا کرتے تھے۔(۷۶)

غلہ بیچنے والے:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غلہ خریدا تو اسے قبضہ کرنے سے پہلے فروخت مت کرو۔(۷۷)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسے آدمی پر سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم غلہ کیسے بیچتے ہو؟ تو اس آدمی نے آپ ﷺ کو غلہ بیچنے کا طریقہ بتایا۔ آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلہ (کے ڈھیر میں) داخل کریں، جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس غلہ (کے ڈھیر میں) داخل کیا تو وہ تر تھا (یعنی غلہ اوپر سے خشک تھا اور اندر سے تر تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔(۷۸)

تیروں کا تھیلا اور سالن بیچنے والا:

حضرت حماس بن عمرو لیثی رضی اللہ عنہ تیر کش (تیروں کے تھیلے) اور سالن بیچا کرتے تھے۔(۷۹)

غلام بیچنے والا:

حضرت ابوالجعیعہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی زمانہ مبارک میں غلام بیچا کرتے تھے۔(۸۰)

سبزی بیچنے والا:

حضرت ابوشیبہ الخذری رضی اللہ عنہ سبزی بیچا کرتے تھے۔(۸۱)

عطر فروش:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں تاجر ہوتا تو عطر کی تجارت کو اپناتا کیونکہ اگر مجھے اس میں نفع نہ ہوتو اس کی خوشبو تو سونگھوں گا۔(۸۲)

زعفران، عنبر، مشک اور عود یہ خوشبوئیں جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں موجود تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان خوشبو کو استعمال کرتے تھے، اسی طرح جناب نبی کریم ﷺ مشک وعنبر کا استعمال فرماتے تھے، تو ظاہر ہے کہ ان خوشبوؤں کی تجارت ہوا کرتی تھیں، تب ہی تو یہ اس زمانے میں دستیاب تھی اور جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کا استعمال فرماتے تھے۔(۸۳)

بیت المال کا خزانچی:

(۱) ابوعبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المال کے خزانچی تھے۔(۸۴)

(۲) بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خزانچی تھے۔(۸۵) ''الاستیعاب'' میں ہے کہ حضرت بلالؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خزانچی تھے، جناب رسول اللہ ﷺ کے مؤذن تھے۔(۸۶)

(۳) معیقب بن ابی فاطمۃ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) دونوں نے اپنے اپنے خلافت میں حضرت معیقب رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔(۸۷)

(۴) عبداللہ بن الارقم بن یغوث، قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ارقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المال کے خزانچی تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی دو سال تک بیت المال کے خزانچی رہے پھر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔(۸۸)

(۵) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا تا کہ اہل عراق کو نماز سکھائے اور ان کو دین کے احکام بتائیں اور ان کے بیت المال کے خزانچی ہوں۔(۸۹)

(۶) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔(۹۰)

خط وغیرہ لکھنے والا:

(۱) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ان کے خطوط و پیغامات لکھے۔(۹۱)

(۲) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کے خطوط مبارک (جنہیں آپ ﷺ مختلف بادشاہوں کی طرف بھیجتے تھے) لکھا کرتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے خطوط لکھے۔(۹۲)

(۳) عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ کے خطوط لکھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ان کے خطوط و پیغامات لکھے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کے خطوط و پیغامات لکھے۔

(۴)معیقب بن ابی فاطمۃ ،الدوسی رضی اللہ عنہ

حضرت معیقب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی خلافت میں ان کے خطوط و پیغامات لکھے۔(۹۳)

کھجور کے پتوں سے ٹوکری بنانے والا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب مدائن کے امیر تھے،ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور وہ کھجور کے پتوں سے ٹوکری بنا رہے تھے،ان سے پوچھا گیا کہ آپ کھجور کے پتوں کی ٹوکری کیوں بناتے ہیں، حالانکہ آپ کو معاوضہ دیا جاتا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے جواب دیا کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاؤں۔حضرت سلمان فارسیؓ نے مدینہ منورہ میں انصار کے بعض آزادہ کردہ غلاموں سے کھجور کے پتوں سے ٹوکری بنانا سیکھا۔حضرت سلمان فارسیؓ اپنا معاوضہ (جو ان کو مدائن کے امیر ہونے کی وجہ سے ملتا تھا) صدقہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔(۹۴)

مراجع وحواشی

(۱) اسلام کا اقتصادی نظام،مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی،۱۳۲ تا ۱۳۵

(۱) ابن قتیبۃ ،ابومحمد،عبداللہ بن مسلم،المعارف،تحقیق: ڈاکٹر ثروت عکاشۃ ،ص: ۵۷۵،(طبع چہارم) قاہرہ،مصر،دارالمعارف

(۲) البخاری،ابوعبداللہ،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ ،کتبا لا بیوع،باب الخروج فی التجارۃ،ص:۱۶۱، حدیث نمبر:۲۰۶۲،(طبع سوم) ریاض،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ،دارالسلام للنشر والتوزیع،۲۰۰۰ء،۱۴۲۱ہجری۔

(۳) البیہقی،ابوبکر،احمد بن الحسین،شعب الایمان،تحقیق ڈاکٹر عبدالعلی عبدالحمید حامد،ج:۲،ص:۴۵۰،حدیث نمبر:۱۱۹۸،(طبع اول) ریاض،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ،مکتبۃ الرشد ناشرون،۲۰۰۳ء،۱۴۲۳ہجری۔

(۴) ابن قتیبۃ ،ابومحمد،عبداللہ بن مسلم،المعارف،تحقیق: ڈاکٹر ثروت عکاشۃ ،ص:۵۷۵

(۵) الصُنعانی،ابوبکر،عبدالرزاق بن ہمام،المصنف،تحقیق: ،حبیب الرحمٰن الاعظمی،کتاب البیوع،باب بیع الحیوان بالحیوان،ج:۸،ص:۲۲، حدیث نمبر۱۴۱۴۲(طبع دوم)،ہندوستان،المجلس العلمی ،بیروت،لبنان،المکتب الاسلامی،۱۴۰۳ہجری۔

(۶) البخاری،ص:۱۶۳،حدیث نمبر:۲۰۸۹،(طبع سوم)

(۷) النیسابوری،ابوالحسین،مسلم بن الحجاج،صحیح مسلم،موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ ،کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم،باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ،ص:۱۱۱۶،حدیث نمبر:۶۳۹۹،(طبع سوم) ریاض،المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ،دارالسلام للنشر والتوزیع،۲۰۰۰ء،۱۴۲۱ہجری۔

(۸) (الف) ابن عبدالبر،ابوعمر،یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر،الاستیعاب فی اسماء الاصحاب،ج:۱،ص:۳۰۷،بیروت۔لبنان، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،۲۰۰۶ء۔۱۴۲۷،۱۴۲۶ہجری

(۹) الطرطوشی،ابوبکر،محمد بن ولید،سراج الملوک،تحقیق: ابوبکر،محمد فتحی،ج:۲،ص:۵۷۰،(طبع اول) قاہرہ،مصر،الدارالمصریۃ البنانیۃ،

۱۹۹۴ء،۱۴۱۴ہجری۔

(۱۰) ابن عبدالبر، ج:۲،ص:۲۶۴،۲۶۳۔

(۱۱) البخاری، التاریخ الکبیر، تحقیق: ہاشم الندوی وآخرون، ج:۸،ص:۱۷،۱۸، دائرۃ المعارف العثمانیۃ۔

(۱۲) ابن عبدالبر، ج:۲،ص:۲۶۴۔

(۱۳) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الجہاد، باب فی التجارۃ فی الغزو، ص:۱۴۳۱، حدیث نمبر ۲۷۸۵، (طبع سوم) ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دارالسلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۱ہجری۔

(۱۴) ابن قتیبۃ، ص:۵۷۵

(۱۵) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب البیوع، باب فی اقتضاء الذہب من الورق، ص:۱۴۷۴، حدیث نمبر:۳۳۵۴۔

(۱۶) ابن سعد، ابوعبداللہ، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، تحقیق: ڈاکٹر علی محمد عمر، ج:۳،ص:۱۰۷

(۱۷) البخاری، ص:۱۶۱، حدیث نمبر:۲۰۶۱،۲۰۶۰ (۱۸) ابن قتیبۃ، ص:۵۸۵

(۱۹) مالک بن انس، الامام، الموطأ، تحقیق: محمد مصطفیٰ الاعظمی، کتب القراض، باب ماجاء فی القراض، ج:۴، ص:۹۹۴، حدیث نمبر:۲۵۳۵، (طبع اول) ابوظبی، متحدہ عرب امارات، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نھیان، ۲۰۰۴ء، ۱۴۲۵ہجری

(۲۰) مالک بن انس، ایضاً، کتب القراض، باب ماجاء فی القراض، ج:۴،ص:۹۹۲، ۹۹۳، حدیث نمبر ۲۵۳۴

(۲۱) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۷،ص:۳۷۹، (طبع دوم) بیروت۔لبنان، دارالجیل، ۱۴۱۲ہجری (۲۲) ابن عبدالبر، ج:۱،ص:۳۵۶

(۲۳) احمد بن حنبل، الامام، المسند، تحقیق: شعیب الارنؤوط وآخرون، ج:۱۰،ص:۴۷۳، حدیث نمبر:۶۴۳۴

(۲۴) الموصلی، ابویعلی، احمد بن علی، مسند ابی یعلی، تحقیق: حسین سلیم اسد، ج:۱۱،ص:۲۳، حدیث نمبر ۶۱۶۲، (طبع اول) دمشق۔شام، دارالمامون للتراث، ۱۹۸۴ء، ۱۴۰۴ہجری

(۲۵) الترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الرجحان فی الوزن ص:۱۷۸۲،۱۷۸۳، حدیث نمبر:۱۳۰۵، (طبع سوم) ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دارالسلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۱ہجری۔

(۲۶) الکتانی، محمد عبدالحی بن عبدالکبیر، التراتیب الاداریۃ، تحقیق: عبداللہ الخالدی، ج:۲،ص:۲۹، (طبع دوم) بیروت، لبنان دارالارقم۔

(۲۷) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۲،ص:۱۰۲

(۲۸) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱،ص:۱۱۲،۳۵۶، ج:۲،ص:۱۰۵،۱۰۶،۴۶۳

(۲۹) الترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، ص:۱۷۸۴، حدیث نمبر:۱۳۲۳

(۳۰) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۲،ص:۴۸،۲۳۵

(۳۱) ابن عبدالبر، ایضاً، ج:۲،ص:۲۷۵

(۳۲) الدارقطنی، ابوالحسن، علی بن عمر بن احمد، کتاب العلل، تحقیق: محفوظ الرحمٰن زین اللہ السلفی، محمد بن صالح بن محمد الدباسی، ج:۲،ص:۲۳۲، (طبع اول) ریاض، سعودیہ عربیہ، دارطیبۃ، دمام سعودیہ عربیہ، دارابن الجوزی، ۱۹۸۵ء، ۱۴۰۵ہجری

(۳۳) البخاری، ص:۶۰۳، حدیث نمبر:۲۳۱۷۔

(۳۴) الخزاعی، ابوالحسن علی بن محمد بن احمد، تخریج الدلالات السمعیۃ، تحقیق: احسان عباس، ص:۴۵۶، ۴۵۷، ۴۶۳۔
(۳۵) ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد سلامۃ، ج:۳، ص:۱۵۲ (طبع دوم) ریاض، سعودیہ عربیہ، دارطیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ ہجری، ۱۹۹۹ء
(۳۶) الخزاعی، ص:۴۶۶ (۳۷) ابن عبدالبر، ج:۱، ص:۶۰
(۳۸) الخزاعی، ابوالحسن علی بن محمد بن احمد، تخریج الدلالات السمعیۃ، تحقیق: احسان عباس، ص:۲۱۸
(۳۹) النیسابوری، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الزکوۃ فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فی تقدیم الزکوۃ ومنعھا، ص:۸۳۲، حدیث نمبر:۲۲۷۷ (۴۰) ابن قتیبۃ، ص:۲۹۶
(۴۱) الترمذی، ابوعیسی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الزکوۃ، باب ما جاء فی زکوۃ البقر، ص:۱۷۰۷، حدیث نمبر:۶۲۳
(۴۲) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الزکوۃ، باب فی زکوۃ السائمۃ، ص:۱۳۴۱، حدیث نمبر:۱۵۸۳ (۴۳) الخزاعی، ص:۵۴۳ (۴۴) الخزاعی، ایضاً، ص:۶۷۱
(۴۵) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الطب، باب فی تمرۃ العجوہ، ص:۱۵۰۸، حدیث نمبر:۳۸۷۵ (۴۶) ابن قتیبۃ، ص:۲۸۸
(۴۷) الخزاعی، ابوالحسن علی بن محمد بن احمد، تخریج الدلالات المسعیۃ، تحقیق: احسان عباس، ص:۶۶۸
(۴۸) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۳، ص:۴۸۶
(۴۹) البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب، ص:۴۹۰، حدیث نمبر:۵۷۳۶۔
(۵۰) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، تحقیق: محبّ الدین الخطیب، رقم کتبہ وابوابہ واحادیثہ: محمد فواد عبدالباقی، ج:۱۰، ص:۲۰۹، (طبع اول) قاہرہ۔مصر، دارالریان للتراث، ۱۴۰۷ ہجری، ۱۹۸۶ء
(۵۱) السجستانی، باب کیف الرقی؟، ص:۱۵۰۹، حدیث نمبر ۳۸۹۶
(۵۲) البخاری، ایضاً، کتبا الطب، باب الحجامۃ من الداء، ص:۴۸۷، حدیث نمبر::۵۶۹۶
(۵۳) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۳۴۱
(۵۴) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۷، ص:۴۴۶
(۵۵) احمد بن حنبل، الامام، المسند، تحقیق: شعیب الانؤوط وآخرون، ج:۱، ص:۲۱۳، ۲۱۲، حدیث نمبر:۳۹
(۵۶) النسائی، ابوعبدالرحمٰن، احمد بن شعیب، سنن النسائی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الزکوۃ، باب جھد المقل، ص:۲۲۵۱، حدیث نمبر:۲۵۳۰
(۵۷) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۷، ص:۵۳۷
(۵۸) ابن حجر، ایضاً، ج:۷، ص:۲۷۹
(۵۹) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۲، ص:۴۴۱
(۶۰) الطبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، تحقیق: طارق بن عوض اللہ بن محمد، عبدالمحسن بن ابراہیم الحسینی، ص:۱۶۰، ۱۶۱، رقم الحدیث:۷۱۵۷، قاہرہ۔مصر، دارالحرمین، ۱۴۱۵ ہجری، ۱۹۹۵ء

(۶۱) ابن حجر،ابوالفضل،احمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،تحقیق:علی محمد البجاوی،ج:۱،ص:۵۱۹،۵۱۸

(۶۲) ابن سعد،ابوعبداللہ،محمد بن سعد،الطبقات الکبری،تحقیق:ڈاکٹر علی محمد عمر،ج:۱،ص:۲۴۰،۲۳۹

(۶۳) الخزاعی،ابوالحسن،علی بن محمد بن احمد،تخریج الدلالات السمعیۃ،تحقیق:احسان عباس،ص:۷۲۳

(۶۴) الخزاعی،ایضاً،ص:۷۱۷،۷۱۸،۷۱۹

(۶۵) ابن حجر،ابوالفضل،احمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،تحقیق:علی محمد البجاوی،ج:۳،ص:۵۳۸

(۶۶) الخزاعی،ابوالحسن،علی بن محمد بن احمد،تخریج الدلالات السمعیۃ،تحقیق:احسان عبسا،ص:۷۲۱

(۶۷) ابن حجر،ابوالفضل،احمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،تحقیق:علی محمد البجاوی،ج:۷،ص:۱۹۷

(۶۸) ابن عبدالبر،ابوعمر،یوسف بن عبداللہ بن مہمد بن عبدالبر،الاستیعاب فی اسماء الاصحاب،ج:۱،ص:۲۶۱

(۶۹) البخاری، ابوعبداللہ،محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب البیوع، باب ذکر القین والحداد، ص:۱۶۳،حدیث نمبر:۲۰۹۱

(۷۰) (الف) ابن عبدالبر،ابوعمر،یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر،الاستیعاب فی اسماء الاصحاب،ج:۲،ص:۴۰۱ (ب) الخزاعی،ابوالحسن،علی بن محمد بن احمد،تخریج الدلالات السمعیۃ،تحقیق:احسان عباس،ص:۷۱۲

(۷۱) الخزاعی،ایضاً،ص:۷۱۱،۷۱۵

(۷۲) ابن قتیبۃ،ابومحمد،عبداللہ بن مسلم،المعارف،تحقیق:ڈاکٹر ثروت عکاشۃ،ص:۵۷۵

(۷۳) البخاری، ابوعبداللہ،محمد بن اسماعیل، صحیح، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب البیوع باب ذکر الخیاط، ص:۱۶۳، حدیث نمبر:۲۰۹۲

(۷۴) البخاری،ایضاً،کتاب البیوع،باب کسب الرجل وعملہ بیدہ،ص:۱۶۲،حدیث نمبر:۲۰۷۴

(۷۵) ابن رشد،ابوالولید،محمد بن احمد بن رشد القرطبی،البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ،تحقیق:الدکتور مہمد حجی و آخرون،ج:۴،ص:۴۵۴،(طبع دوم) بیروت۔لبنان،دار الغرب الاسلامی،۱۴۰۸ہجری،۱۹۸۸ء

(۷۶) ابن حجر،ابوالفضل،احمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،تحقیق:علی محمد البجاوی،ج:۶،ص:۴۱۸

(۷۷) النیسابوری، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ص:۹۴۱،حدیث نمبر:۳۸۴۵

(۷۸) السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، کتاب الاجارۃ، باب النہی عن الغش، ص:۱۴۸۱،حدیث نمبر:۳۴۵۲

(۷۹) ابن حجر،ابوالفضل،احمد بن علی بن حجر،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،تحقیق:علی محمد البجاوی،ج:۲،ص:۱۵۳

(۸۰) ابن حجر،ایضاً ج:۷،ص:۶۶

(۸۱) ابن الاثیر،ابوالحسن،علی بن ابی الکرم محمد الشیبانی الجزری،اسد الغابۃ،تحقیق:علی محمد معوض۔عادل احمد عبدالموجود،ج:۲،ص:۲۳۲،(طبع اول) بیروت۔لبنان،دار الکتب العلمیۃ،۱۴۱۵ہجری،۱۹۹۴ء

(۸۲) الثعالبی ابومنصور،عبدالملک بن محمد بن اسماعیل،التمثیل والمحاضرۃ،تحقیق:عبدالفتاح محمد الحلو،ص:۲۸۶۔(طبع دوم) الدار العربیۃ للکتاب،۱۴۰۱ہجری،۱۹۸۱ء

(۸۳) الکتانی محمد عبدالحی بن عبدالکبیر،التراتیب الاداریۃ،تحقیق:عبداللہ الخالدی،ج:۱،ص:۱۱۳،۱۱۴

(۸۴) ابن عبدربہ، احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلسی، الفقیہ، العقد الفرید، تحقیق: الدکتور مفید محمد قمیحۃ، (طبع اول) بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۰۴ہجری، ۱۹۸۳ء، ج:۵، ص:۹

(۸۵) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۱، ص:۳۲۶

(۸۶) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۱۱۲

(۸۷) ابن عبدالبر، ایضاً، ج:۲، ص:۲۸۱

(۸۸) ابن عبدالبر، ایضاً، ج:۱، ص:۵۱۶

(۸۹) الداودی، ابوجعفر، احمد بن نصر المالکی، الفقیہ، الاموال، تحقیق: رضا محمد سالم، شحادہ، (طبع اول) بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیۃ، ۲۰۰۸ء، ص:۴۶

(۹۰) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۳۲۲

(۹۱) ابن عبدربہ، احمد بن مہمد بن عبدربہ الاندلسی، الفقیہ، العقد الفرید، تحقیق: الدکتور مفید محمد قمیحۃ، ج:۵، ص:۹

(۹۲) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج:۱، ص:۳۲۲

(۹۳) ابن عبدالبر، ایضاً، ج:۱، ص:۳۲۲، ۵۱۶

(۹۴) (الف) ابن عبدالبر، ایضاً، ج:۱، ص:۳۸۱، (ب) ابن حجر، ابوالفضل، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، ج:۳، ص:۱۴۱